راشد طفیل سلفی۔ لاہور

کیا عورت فحاشی و عریانی کا نام ہے؟

لفظ عورت ایک ایسا چار حرفی لفظ ہے جس پر شاعروں نے بڑے بڑے دیوان لکھ ڈالے۔ ادیبوں نے اپنی قلم رواں سے سینکڑوں صفحات پر مشتمل کتب کو لائبریریوں کی زینت بنا دیا۔ چنانچہ میں نے بھی اسی لفظ کی تشریح کے لئے اپنے قلم کو حوالہ قرطاس کیا ہے جو شاعروں اور ادیبوں کی سوچ اور فکر سے تو کافی تضاد کا حامل ہو گا مگر اس گئے گزرے دور میں جب عورت کو مردوں کے برابر گھسیٹا جا رہا ہے اس کی عظمت کو بے دردی سے لوٹا جا رہا ہے اور اس کو ترقی کا جھانسا دے کر گھر کی چار دیواری سے نکالتے ہوئے ہر اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ یہ ناقص عقل اور ناقص ذہن رکھنے والی غیر شعوری میں اپنی عزت نفس کو تار تار کیئے جا رہی ہے۔

یہی چار حرفی لفظ "عورت" کو نظر عمیق سے دیکھیں تو قدرت کا عظیم شاہکار دیکھائی دیتا ہے۔ جس کی توجہ اور اخلاقی تربیت سے ایک عمدہ معاشرہ جنم لیتا ہے اور اس کی کم توجگی سے معاشرے پر سیاہ بادل سایہ فگن ہوتے ہیں۔ یہی عورت ہے جس نے انبیاء و صلحاء' اتقیاء کو جنم دیا اور یہی عورت ہے جس نے معاشرے کو بدترین افراد بھی فراہم کئے ہیں۔

اور آج کے جدید دور میں یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ عورت نے مرد کی برابری کا دعوی کر رکھا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! اسلام نے اس عورت کو جو مقام دیا اس کو وہ راس نہیں آیا۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں سے سلوک جانوروں کی طرح کیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے اس کو گھر آزاد مالکہ بنایا اور پروقار مقام سے نوازتے ہوئے حصول جنت کا زریعہ بنایا۔ مگر عورت کی غیرت نے اس کو قبول نہیں کیا اس نے خود اپنے حقوق کے حصول کی جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ گھر سے باہر بازار میں' دفتروں' شہروں کی سڑکوں پر نکل کر اور نامعلوم منزل کی طرف چل دی۔ جس کا انجام اس کو مختلف القابات کی صورت میں برداشت کرنا پڑا۔ جنھوں نے اس کو آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں پر دے مارا۔

آج کی عورت کا خیال ہے کہ گھر میں گھٹن ہے۔ باہر بہاریں ہی بہاریں ہیں مگر جب وہ خود باہر ان بہاروں کو لوٹنے نکلی تو موسم خزاں میں درختوں سے گرنے والے پتوں کی مانند یوں زمین پر گری کہ پھر اٹھنے کی سکت باقی نہ رہی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس صنف نازک نے خود اپنے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ یہ اسوہ حسنہ امہات المومنین پر عمل پیرا ہوتی اور اس کے چلنے سے قرون اولی کی بنت حوا یاد آ جاتی مگر آج کی عورت شرم و حیاء کی پیکر بننے کی بجائے بازار حسن کا ایک کھلونہ بنی۔ گھر کی مالکہ بننے کی بجائے شمع محفل بنی' سادہ و پرکار بننے کی بجائے میک اپ کا شاہکار بنی۔ عصمتوں کا حصار بننے کی بجائے عریانی کی آبشار بنی۔ عصمتوں کی نگہدار بننے کی بجائے بے حیائی کی تلوار بنی اور یہی فاشی اور عریانی اس حد تک زور پکڑ گئی کہ ہم نے ان جانے میں خود اس کو کلچر کا نام دے دیا۔

اگر ہم ایک سرسری نظر کالجز اور یونیورسٹیز کی طرف اٹھائیں تو قوم کی بیٹی اور بنت حوا ایسے ایسے کام سرانجام دیتی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہمارے غیرت مند حضرات کی نگاہیں شرم و حیاء سے جھک جاتی ہیں اور وہ ان کو منفی سوچ رکھنے والے افراد سمجھتی ہوئیں اور اپنی ترقی پر ناز کرتی ہوئی فضاء کو آلودہ کرتے ہوئے آگے گزر جاتی ہے۔ یہ صنف نازک سر کی بجائے دوپٹے کو گلے کا ہار بناتے ہوئے اور شلوار کو ٹخنوں سے اٹھاتے ہوئے یوں بازاروں کا چکر کاٹ رہی ہوتی ہے کہ ایک تجزیہ کرنے والا اس سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ شائد میں شہر کے اس بازار میں آ چکا ہوں جہاں عورتوں کی منڈی لگتی ہے۔

اگر حقیقت کی نظر دوڑائی جائے تو واقعی عورت نے اپنے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اسے چاہیے کہ واپس لوٹے اور اپنے کیئے پر نادم ہو اور "وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى" پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قرون اولی کی یاد تازہ کر دے۔

اور مغرب زدہ لوگوں کے افکار و اطوار کو اپنانے کی بجائے صحابیات کی سیرت کو سامنے رکھیں اور نت نئے فیشن اپنانے کی بجائے سادگی کو اپنائیں۔ مغربی فضا سے اپنی زمین کو زرخیز بنانے کی بجائے ان بنجر دماغوں میں سیرت حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو انڈیلیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۳۷